ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 01. July-September 2025.Page#.3239-3244
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Problems of Arabic education in government schools of Khyber Pakhtunkhwa

خیبر پختونخوا کے سرکاری سکولوں میں عربی زبان کی تعلیم کے مسائل

Nasir Iqbal
MPhil scholar, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
Dr. Qaisar Bilal
(Corresponding Author)
Assistant Professor, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
qaisarbilal@kust.edu.pk
Dr Farhadullah
Assistant Professor, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology

Abstract
The Arabic is the official language of the divine rulers and is used in divine offices. All divine matters are documented in Arabic. Therefore, it is a collective obligation (Fard Kifayah) on scholars and jurists to learn Arabic. In the afterlife, even the dead in England will understand and respond in Arabic during questioning. Hence, an Arabic curriculum should be developed starting from primary school to instill love for Arabic in children from an early age, enabling them to translate the Quran and Hadith and speak Arabic in daily conversation. However, the current Arabic curriculum lacks these qualities, including overly difficult lessons far beyond children's mental level, ignoring whether children have studied grammar and related books, and containing grammar-related questions without teaching the rules first. Additionally, many difficult poems are included, while it is clear that poetry is harder than prose. In short, the current Arabic curriculum is a significant obstacle between children and the Arabic language.
Keywords: *Problems, Arabic education, government schools, Khyber Pakhtunkhwa*

عربی زبان تمام زبانوں میں افضل ترین زبان ہے اور اس کی فضیلت کے لئے یہ بات ہی کافی ہے کہ اللہ جل شانہ نے اس زبان کو اپنے عظیم الشان آسمانی کتاب قرآن مجید کے لئے منتخب کیا ہے، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ زبان دوسری تمام زبانوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔

اور خود قرآن مجید میں قرآن کے واضح عربی زبان میں ہونے کو کئی بار بیان کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٣﴾[1]

ترجمہ: بیشک ہم نے اس کو قرآن عربی بنایا ہے تاکہ تم سمجھو

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے

كِتَٰبٌ فُصِّلَتْ ءَايَٰتُهُۥ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾[2]

(ایسی) کتاب جس کی آیتیں واضح (المعانی) ہیں (یعنی) قرآن عربی ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول ﷺ احبوا العرب لثلاث لانی عربی والقرآن عربی وكلام أهل الجنة عربی۔

[3]اخرجه الطبرانی والحاكم والبیهقی فی الشعب كذا فی الكنز

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عربوں سے تین وجوں سے محبت کرو، کیونکہ میں عربی ہوں اور قرآن مجید عربی زبان میں ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عربی کی تعلیم کے بارے میں ارشاد فرمایا

قال عمربن الخطاب رضى الله عنه تعلمو ا العربية فإنها تثبت العقل وتزيد في المرؤة-[4]

ترجمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ عربی زبان سیکھو کیونکہ وہ عقل کو مضبوط کرتی ہے اور حسن اخلاق کو زیادہ کرتی ہے۔

عربی زبان قرآن کریم اور وحی کی زبان ہے۔ نبی کریم ﷺ کی زبان ہے جو سب سے زیادہ فصیح و بلیغ اور جوامع الکلم کے مالک تھے، لہذا شرعی احکام کو اس کے صاف ستھرے مصادر سے براہ راست حاصل کرنے اور اسلامی ثقافت کو اسلام کی علمی تراث سے حاصل کرنے کے لیے عربی زبان پر دسترس ضروری ہے، خصوصا اسلام کے دور سے پہلے کی عربی جس میں قرآن نازل ہوا، اس سے قرآن کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے، کیونکہ یہی لوگ اس کے پہلے مخاطب تھے اس لیے ایک مسلمان طالب علم کے سامنے عربی سیکھنے کا یہی اعلیٰ مقصد ہونا چاہیے۔ کیونکہ ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں اتنی عربی کا علم ہونا چاہیے جس سے ہمیں اپنی عبادت کو صحیح طور سے اداء کر سکیں۔ چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

وقد قال الإمام الشافعيُّ رحمه الله تعالى (فعلى كل مسلم أن يتعلم من لسان العرب ما بلغه جهده حتى يشهد أن لا إلٰه إلا الله وأن محمدا عبده و رسوله ويتلوبه كتاب الله وينطق بالذكر فيما افترض عليه من التكبير و أمربه من التسبيح والتشهد وغير ذلك [5]

ترجمہ: امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ: ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق عربی زبان سیکھے تا کہ وہ (دل) سے اس بات کی گواہی کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد ﷺ اللہ تعالی کے بندے اور رسول ہیں اور وہ کتاب اللہ کی تلاوت کرے اور وہ وہ تمام اذکار و اوراد پڑھ سکے جو اس پر فرض ہیں یعنی تکبیر، تسبیح اور تشہد وغیرہ

اور خود قرآن مجید بھی اس بات کو واضح طور پر ذکر کیا ہے کہ ہر نبی کو اپنی قوم کی زبان والا بنا کر بھیجا تا کہ دین کے افہام و تفہیم میں کوئی ابہام نہ رہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ[6]

ترجمہ: اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تاکہ انہیں (احکام خدا) کھول کھول کر بتادے۔ پھر خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

آیت میں واضح طور پر بیان کو مکمل کرنے یا اس کی فصیح ترین شکل تک پہنچنے کے لیے رسول اور ان کی قوم کے درمیان زبان کو یکجا کرنے کی ضرورت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ رسول اور اس کی قوم کے درمیان زبان کو یکجا کرنے کی دعوت کی طرف اشارہ کرتا ہے تاکہ لوگ سمجھ سکیں کہ رسول کیا شریعت لائے ہیں۔ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ بیان کو مکمل کرنے کے لیے نبی کی زبان بولنا فرض ہے۔ ہم زمین کے مشرق اور مغرب میں رہنے والے مسلمان، نبی کریم ﷺ کی امت میں سے ہیں اور جو کچھ آپ نے لایا اس سے پوری قوم عرب اور غیر عرب سب کو شامل ہے۔ اس لیے شریعت نے فرائض کی تکلیف کے لحاظ سے عجمی اور عربی میں کوئی فرق نہیں کیا۔ شریعت میں جو کچھ ہے اس کے واضح فہم تک پہنچنے کا کوئی ایسا طریقہ نہیں سوائے اس کے کہ فرزندان امت محمدیہ قرآنی زبان کو سیکھیں اور سمجھیں اور بولیں اور یہ کام اب اور بھی اہم ہو گیا ہے کہ جب آپ ﷺ وفات پا چکے ہیں اور ہمیں اس کی زبان بدلنے کا حق نہیں ہے، اور نہ ہی ان کے بعد کوئی ایسا نبی ہے جو ان کے بعد کسی دوسرے مذہب کے معاملے میں ان کے مذہب کی زبان کو سمجھ سکے۔ اس طرح عربی تمام مسلمانوں کی زبان ہے جہاں بھی ہوں اور جو بھی ہوں۔ لہذا پوری امت چاہے وہ عرب ہوں یا عجم عرب وہ عربی زبان کے سیکھنے سکھانے اور اس کی ترویج کرنے کا اہتمام کریں۔ خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے غیر عربوں کے لیے عربی بولنے کی خواہش کی تائید حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے طواف کے دوران ایک شخص کو فارسی بولتے ہوئے سنا تو آپ نے اس کا بازو پکڑ لیا اور فرمایا: عربی زبان سیکھنے کی کوشش کرو۔ اور خود ہمارے نبی ﷺ سے ایک روایت میں منقول ہے جس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں،

ترجمہ: علم کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔[7]

اور علم شریعت کا حاصل کرنا عربی زبان کے سیکھنے پر موقوف ہے تو اس اعتبار سے عربی زبان کے تعلیم کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے اور ایک مسلمان جب یہ چاہتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی روح کو پہنچے اور اس کے الفاظ کی فصاحت اور بلاغت کا ادراک کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی روزمرہ زندگی میں لغۃ القرآن کی حصول کو اپنا مقصد اصلی بنائے۔

جہاں تک عربی زبانی کی اجتماعی اور سیاسی اعتبار سے اہمیت ہے، تو یہ عرب، اسلامی ممالک اور امتِ اسلامیہ کے مختلف افراد کے درمیان ایمان کے بعد مضبوط ترین رابطہ ہے ۔ چنانچہ جب عربی جاننے والے دو مسلمان ایک مشرق دوسرا مغرب کا رہنے والا آپس میں ملتے ہیں تو ان کے لیے آپس میں افہام و تفہیم بہت آسان ہو جاتی ہے۔ ہر ایک دوسر ے کے سامنے اپنے دل کے جذبات اور محبت کا اظہار کر سکتا ہے، ایک دوسرے کے حالات اور مسائل سے براہ راست مطلع ہو سکتا ہے، جب کہ بسا اوقات عالمی خبر رساں ایجنسیاں مسلمان کے حالات کو مسخ کر کے پیش کرتی ہیں جو ان کے لئے مزید پریشانی کا باعث بنتی ہیں۔[8]

عربی اسلامی ثقافت کا اہم حصہ اور شعائر الہیہ میں سے ایک ہے۔ کفار مسلمانوں کا اس سے ناطہ توڑ دینا چاہتے ہیں، وہ نہیں چاہتے کہ مسلمان اسے عربوں کی زبان کے بجائے دین کی زبان کی حیثیت سے اہمیت دیں۔ چنانچہ الجزائر پر فرانسیسی تسلط کے سو سال مکمل ہونے کی تقریب میں فرانسیسی صدر نے کہا تھا: مسلمانوں کے روز و شب سے قرآن کا اخراج اور عربی زبان سے ان کا تعلق توڑنا ضروری ہے تا کہ ہم باآسانی ان پر اپنا تسلط قائم کر سکیں، اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انہیں ہم میں سے ہی بہت سے آلہ کار میسر ہو گئے۔

عربی زبان کے ساتھ ہمارے اس تعلق کے اس تاریخی جائزہ کے بعد اس زبان سے ہمارے معاشرتی و تہذیبی روابط کسی تفصیل کی محتاج نہیں۔ عربی زبان سے صرف اردو زبان یا مسلم معاشرہ ہی متاثر نہیں ہوا۔ بلکہ ہندوستان کی ہر قوم اور ہر بولی اس زبان سے مستفید ہو۔ مذہبی مصطلحات، ایمان، رسول، وحی، دعا، صدقات و خیرات وغیرہ بے شمار الفاظ ہیں جو ہندوستان کی ہر بولی میں بعینہ استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح عہدے اور مالی اصطلاحات عموماً عربی و فارسی آمیز ہیں۔ (دیوان، نائب، تحصیلدار وغیرہ) مرہٹی گجراتی، بنگالی میں معاملات اور مقدمات کے اکثر الفاظ و اصطلاحات عربی فارسی کے ہیں۔ مہاراشٹر میں کسانوں کو سردار (چودھری) کے لئے آج بھی مقدم کا لفظ بولا جاتا ہے۔[9]

ہاں تک ایک مسلم معاشرہ کا تعلق ہے۔ مسلمان کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، بلکہ مرنا جینا تک عربی کے ساتھ وابستہ ہے۔ ایمانیات کی ذیل میں اللہ، وحی، ملائکہ، یوم الآخر، اور بعث بعد الموت پر ایمان لانا ہے۔ ایمان لانے کے بعد کفر، شرک، نفاق، جہالت، بدعت، ممنوعات و منہیات و مکروہات سے بچنا ہے۔ شریعت کے احکام میں فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح، اور حلال و حرام کا خیال رکھتا ہے۔ صوم صلوۃ کے ضمن میں استنجاء، طہارت، وضو، تیمم، اذان، اقامت، تکبیر، قرات، تجوید، تشہد، جماعت، مسبوق، لاحق، سجود، افطار، وغیرہ جیسے الفاظ سے واسطہ پڑتا ہے۔ زکوۃ کے ذیل میں عاقل، بالغ، نصاب، خمس، عشر، بیت المال، جیسے الفاظ استعمال میں آتے ہیں ۔ اور حج کی توفیق ہونے کی صورت میں احرام، میقات، افراد، تمتع، قران، عمرہ، طواف، سعی، حلق، قصر، دم، رمی، وغیرہ کے مسائل سیکھنا ہوتے ہیں۔ صدقات و خیرات میں ذوی القربی، یتامی، مساکین، فقراء وغیرہ کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ روزمرہ زبان زد عام کلمات میں

بسم الله ، الحمدلله ، السلام عليكم ، وعليكم السلام ، جزاك الله ، ماشاء الله ، ان شاء الله ، سبحان الله ، بارك الله ، لله في الله ، أستغفر الله ، معاذالله ، مرحبا، إنالله وإناإليه راجعون

جیسے کلمات و تراکیب استعمال ہوتی ہیں غرض یہ کہ دینی حوالہ سے عربی مفردات ہمارا اوڑھنا بچھونا بن جاتے ہیں۔

لسانیاتی نقطہ نظر سے بھی اردو میں مہارت و کمال عربی میں مہارت کے بغیر ممکن نہیں۔ عربی سے غفلت و بے اعتنائی اردو کے جمود پر منتج ہو گی۔

اگر آپ اردو کے گرائمر پر ایک نظر ڈالیں تو یہ بات واضح نظر آئے گی کہ اردو گرائمر کے اکثر اصطلاحات عربی گرائمر سے مستعار ہیں، لہذا جب تک ہمارے تعلیمی نظام میں عربی زبان کو صحیح منہج کے تحت نہیں پڑھایا جائے گا اس وقت تک دینی اقدار سے لاعلمی کے ساتھ ساتھ ہم اردو زبان کی حقیقت تک نہیں پہنچ پائیں گے۔

پاکستان میں پاکستان میں عربی زبان کو نصاب تعلیم میں شامل کرنے کا سہرا مرحوم جنرل ضیاء الحق صاحب کے سر پر ہے۔

موجودہ عربی زبان کی بطور نصاب ابتداء:

جولائی 1977 کے مارشل لاء کے بعد جب پاکستان کے حاکموں نے جب انتخابات کو پیچھے کیا اور اصلاحات کی ابتداء کی تو اس میں تعلیم کو بھی اہمیت ملی۔ جنرل ضیاء الحق نے اسلامی نظام کو قائم کرنا اپنا نصب العین بتایا، اس اعتبار سے اسلامی نظام تعلیم کو نافذ کرنا اس کا منصبی فرض بن گیا۔ سکولوں میں پڑھائے جانے والی کتابوں سے اسلام اور پاکستان کے خلاف مواد خارج کر دیا گیا۔ BA تک اسلامیات اور مطالعہ پاکستان لازمی کیے گئے۔ چھٹی جماعت سے عربی لازمی کی گئی۔[10]

نصاب میں عربی بطور لازمی مضمون

چھٹی جماعت سے عربی لازمی کی گئی اور اس پر مشتمل کتاب کا نام لغۃ الاسلام رکھا۔ 1988 میں نئی حکومت بنی تو اس کتاب کو لغۃ الاسلام کے بجائے کتاب العربی نام رکھ دیا۔ چھٹی کی لغۃ الاسلام میں ایک نظم ہوا کرتی تھی:

العربية العربية لغة القوة والحرية

لغة الاسلام لغة القرآن لغة الاخلاق المرضية

لغة التبيان لغة التشريع لغة الأحاديث النبوية

لغة التاليف لغة التاريخ لغة الدول الاسلامية

عربی عربی! یہ زبان قوت و حریت سے بھرپور ہے۔

یہ زبان اسلام کی زبان ہے یہ زبان قرآن حکیم کی زبان ہے، یہ زبان بہترین اور پسندیدہ اخلاقیات کی (ترجمان) زبان ہے،

یہ زبان قرآن و سنت اور ان کی تشریحات (سے متعلق کتب) کی زبان ہے، یہ زبان نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ کی زبان ہے، یہ زبان اسلامی تاریخ کی بنیادی تالیفات پر مشتمل کتب کی زبان ہے۔ یہ زبان اسلامی ممالک کی مشترکہ زبان ہے۔[11]

خیبر پختونخواہ کے سرکاری سکولوں میں عربی زبان بطور نصاب

خیبر پختونخواہ کے سرکاری سکولوں میں عربی زبان جماعت ششم تا ہشتم پڑھائی جاتی ہے لیکن اس وقت یہ ایک اختیاری مضمون کی حیثیت سے شامل نصاب ہے جبکہ ابتداء میں یہ ایک لازمی زبان کی حیثیت سے نصاب میں شامل تھی۔ جماعت نہم اور دہم اور اسی طرح گیارہویں اور بارہویں جماعت میں اگر کوئی طالب علم آرٹس کا مضمون لے تو وہ اسلامیات اختیاری، تاریخ الاسلام کے ساتھ عربی اختیاری کا مضمون بھی لے سکتا ہے لیکن چونکہ تمام سرکاری سکولوں میں آرٹس کا مضمون تقریباً ختم ہو چکا ہے اس لئے ریگولر طلباء کرام کے لئے اس کو بطور مضمون لینا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے،

ابتداء میں یہ نصاب کافی حد تک بہتر اور طلباء کے ذہنی معیار کے مطابق تھا ہم نے اپنے زمانہ طالب علمی میں اسے خود پڑھا ہے۔ اس کا اندازہ میرے پاس موجود جماعت ہفتم کی عربی کتاب سے لگایا جا سکتا ہے جس کی اشاعت تقریباً 2000ء سے پہلے ہوئی ہے یہ کتاب موجودہ عربی کتاب سے یکسر تبدیل ہے، اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں عربی زبان سے متعلق کل آٹھ اسباق ہیں اور یہ اسباق نہایت شستہ اور آسان عربی میں ہیں اسباق کا زیادہ تر حصہ احادیث نبویہ پر مشتمل ہے جس میں آداب زندگی کے مختلف پہلوؤں اجاگر کیا گیا ہے اور ہر سبق کے آخر میں تمرینات کے ذیل میں صرفی اور نحوی گرائمر کے قواعد کو درج کیا گیا ہے جس سے طالب علم کو ایک حد تک عربی گرائمر کی سمجھ بوجھ آجاتی ہے اور یہ قواعد طالب علم کو حل تمرینات میں بھی مدو معاون ہوتیں ہیں اور دوسرے حصے میں سورت آل عمران کے چند رکوعات کا لفظی اور بامحاورہ ترجمہ ہے، ترجمہ کے لئے لفظی اور بامحاورہ دونوں فارمیٹ کا موجود ہونا طالب علم کے لئے سیکھنے کے عمل میں نہایت دلچسپی کا باعث ہے کیونکہ ایک لفظ کے معنی جب بار بار پڑھا جاتا ہے تو ذہن نشین ہو جاتا ہے جبکہ یہ صلاحیت بامحاورہ ترجمہ سے حاصل نہیں ہوتی۔

اس وقت سرکاری سکولوں میں جو عربی کتابیں 2006ء بطور نصاب پڑھائیں جاتی ہیں ان کو عربی دانی کے نصاب کتب ہر گز نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ان کتابوں زبان دانی کی تعلیمی اصول پر نہیں بنایا گیا کیونکہ زبان دانی کے اصول میں سے ایک اصول یہ ہے کہ مفردات کی تعلیم پہلے ہو اس کے بعد مرکبات کی تعلیم دی جائے جیسے ہمارے ہاں اردو کی نصاب کتب میں بچے کو پہلے کو اردو حروف تہجی کی پہچان پھر ان سے بننے والا ایک ایک اسم کی پہچان اور ذخیرہ الفاظ بچے کو سکھانا مثلاً ہماری اردو کی کتابوں میں بچوں کو الف......انار اور ب........بکری سکھایا جاتا ہے، اسی طرح انگریزی میں بچوں کو A for Apple اور B for Ball پڑھایا جاتا ہے تو اسی طرح عربی نصاب کی ابتدائی کتابوں میں بھی ایسا ہو چاہیے تھا کہ الف.......ابریق۔ب.............باذنجان، اور اسی طرح جب ہم اردو کی کتابوں میں بچوں کو چھوٹے چھوٹے جملے سکھاتے ہیں

یہ انار ہے، یہ بطخ ہے وغیرہ اور انگریزی میں بچوں کو This is a bag , This is car سکھاتے ہیں تو ہم عربی کی کتابوں میں بچوں کو هذا رمان ، هذا كتاب ، هذا قلم جیسے آسان جملوں کیوں نہیں سکھاتے تاکہ بچہ چھوٹے چھوٹے جملوں کی ترکیب کو سمجھے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے ساتھ عربی ذخیرہ الفاظ بھی جمع ہو تا جائے، لیکن ہمارے سکولوں میں رائج عربی نصاب کی بدقسمتی ہے کہ پچھلے 20 سالوں سے ایک ایسا نصاب بچوں پر مسلط کیا گیا ہے جس کو نہ تو استاد سمجھا سکتا ہے اور نہ بچہ سمجھ سکتا ہے۔

اسی طرح اگر ہم اردو میں بچوں کو اسم، فعل، حرف اور زمانوں کی پہچان، معرفہ نکرہ کی پہچان کراتے ہیں اور انگریزی میں Noun ، Verb کا فرق بتاتے ہیں اور اسی طرح Tenses یاد کراتے ہیں تو ہمارے عربی کے نصاب میں یہ سب کچھ کیوں نہیں شامل کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلے 38 سال سے عربی نصاب میں شامل ہے لیکن اس کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا

سرکاری سکولوں میں عربی زبان سیکھنے کے مسائل

- سب سے بڑا مسئلہ نصاب ہے کہ جس کا ذکر ما قبل میں کیا کہ جب تک نصاب کو صحیح طریقہ سے تیار نہیں کیا جائے گا سب کچھ کرنے کے بعد بھی کچھ نہیں ہوگا۔

- نصاب صرف تین کلاسز ششم، ہفتم اور ہشتم میں پڑھائیں جاتی ہے نہ تو اس سے پہلے کوئی کتاب نصاب میں شامل ہے اور نہ بعد میں
- موجودہ مضمون پہلے لازمی تھا اور اب اختیاری ہے لہذا اس سے مضمون کی اہمیت اور بھی کم ہوگئی بعض سکولوں میں پڑھائی جاتی ہے جبکہ دوسرے بعض سکولوں میں نہیں پڑھائی جاتی۔
- کبھی بعض کلاسوں میں عربی پڑھائی جاتی ہے جبکہ بعض میں نہیں پڑھائی جاتی۔

عربی نصاب کی ترتیب کے لئے تجاویز وسفارشات

- ایک بہترین نصاب تعلیم کے تیار کرتے وقت چند امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے
- نصاب تعلیم سادہ اور عام فہم انداز میں تیار کیا جائے تاکہ طلبہ کو اس کے سیکھنے میں دشواری نہ ہو۔
- عربی زبان کے نصاب کو آسان اور دلچسپ بنانے کے لئے اس میں تصاویر کو شامل کیا جائے۔
- علم الصرف اور علم النحو قاعدہ عربی نصاب کا حصہ ہو۔
- عربی زبان کی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔
- عربی نصاب کی کتابوں کو جدید عربی اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔
- نصاب سازی میں بینادی چیز یہ ہے کہ طلبہ کے معیار اور جدید تقاضوں کو مد نظر رکھا جائے۔
- اسباق کے بعد ایسے تمرینات وضع کرنا جس میں گزشتہ سبق کی دہرائی ہو جائے۔
- زبان دانی کے نصاب تعلیم میں گرائمر (صرف ونحو) شامل نصاب ہونا ضروری ہے۔
- زبانی دانی کی تعلیم میں کمرہ جماعت میں اس زبان کے تکلم کا ماحول بنانا ضروری ہے
- نصاب میں شامل مواد معیاری اور مستند ہو۔
- نصاب تعلیم عملی میدان سے مطابقت رکھے۔
- نصاب تعلیم طلباء کو پیش آمدہ ضروریات کی کفالت کرتا ہو۔
- نصاب کے پڑھنے والے طلباء کی عمر اور ان کے ذہنی معیار خیال رکھا جائے۔
- طالب علم کی سابقہ معلومات پر نظر رکھ کر نصاب تیار کیا جائے کیونکہ تعلیم ایک تدریجی عمل ہے جس میں بچہ درجہ بدرجہ ادنی سے اعلی کی طرف ترقی کرتا ہے۔
- نصاب تیار کرتے وقت اوقات درس کا خیال رکھنا ضروری ہے(یعنی نصاب کو سکول میں اس کے لئے مقرر کردہ پیریڈز کے مطابق تیار کیا جائے، کیونکہ اگر نصاب کتنا ہی اچھا کیوں نہ لیکن جب سال میں اس کی پڑھائی مکمل نہ ہو تو اس سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کئے جاسکتے۔

خلاصہ کلام

یہ کہ عربی زبان احکم الحاکمین کی سرکاری زبان ہے۔ آسمانی دفتروں میں یہی زبان رائج ہے۔ امورِ خداوندیہ کی تمام تر کتابت عربی ہی زبان میں ہوتی ہے اس لئے باجماع فقہاء اور ائمہ مجتہدین عربی زبان کا سیکھنا فرض علی الکفایہ ہے اور قبر میں جو سوال وجواب ہوگا وہ عربی ہی میں ہوگا۔ نکیرین آکر یہ سوال کریں گے "مَن رَّبّکَ وَمَا دِینُکَ "انگلستان کے مُردے بھی عالم برزخ میں پہنچ کر عربی زبان سمجھنے لگیں گے اور عربی ہی میں جواب دیں گے۔ لہذا عربی زبان کی تعلیم کے لئے ایک ایسا نصاب ہو جس کو پرائمری سے شروع کیا جائے تاکہ بچپن ہی سے بچوں کے ذہن میں عربی تعلیم سے محبت پیدا ہو اور وہ اتنی عربی سیکھ سکیں جس سے ترجمہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ کر سکیں اور روزمرہ بول چال میں عربی بول سکیں۔ جبکہ موجودہ عربی نصاب ایسی خصوصیات سے یکسر خالی ہے اس میں ایسی مشکل اسباق شامل کی گئی ہیں جو بچوں کی ذہنی معیار سے بہت بلند ہیں اس میں یہ بھی نہیں دیکھا گیا کہ کیا اس بچے کچھ گرائمر (علم الصرف اور علم النحو) کی کتابیں پڑھی ہیں یا نہیں اسی طرح بعض مشقوں میں گرائمر سے متعلق سوالات لائی ہیں جبکہ سبق میں ان سے متعلق کو عربی قاعدہ یا ضابطہ ذکر نہیں کیا اسی طرح ان کتابوں میں کئی نظمیں شامل ہیں اور یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ نظم بنسبت نثر کے زیادہ مشکل ہوتی ہے، الغرض موجودہ عربی نصاب بچوں اور عربی کے زبان کی تعلیم کے درمیان ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

حوالہ جات

---

[1]: الزخرف:3

[2] فصلت:3

[3] ص204ج6

[4] البيهقي أبو بكر أحمد بن الحسين شعب الايمان ج2ص257

[5] الشافعي محمد بن ادریس م204الرسالۃ ص48بترقیم الشاملۃ

[6] ابراهیم:4

[7] الخطيب التبريزي محمد بن عبد الله مشكوة المصابيح ج1ص47

[8] عبدالرزاق اسکندر ڈاکٹر عربی زبان غیر عرب کو کیسے پڑھائیں دار القلم کراچی ص25

[9] محمد احسان ڈاکٹر اردو عربی کے لسانی رشتے ص71

[10] ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی پاکستان کے لئے مثالی نظام تعلیم کی تحصیل صفحہ سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور 111،2002

[11] مریم خنساء حوالہ ہمارا نظام تعلیم اور نصابی صلیبیں مشربہ علم وحکمت ص64،63